قتلِ حسین ؓ اصل میں مرگِ یزید ہے! اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

# سانحۂ کربلا

اور

## شہادتِ امام حسین ؓ

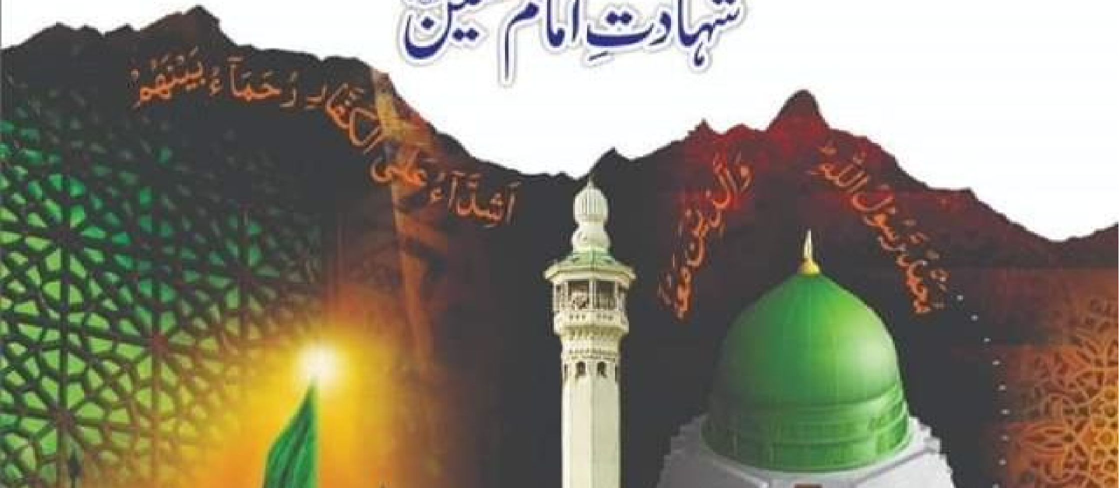



از قلم حقیقت رقم:

**مفتی محمد وقاص رفیع**

فاضل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے!
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

# سانحۂ کربلا

## اور

# شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ

تصنیف:
مفتی محمد وقاص رفیع
فاضل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

من منشورات:
العرجون اکادمی اسلام آباد
0300-5808678,03135022696

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

...... جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ......

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ |
| تصنیف | : | مفتی محمد وقاص رفیعؔ |
| کمپوزنگ | : | عکرمہ عکراش |
| تعداد | : | گیارہ سو (1100) |
| تاریخ اشاعت | : | ماہِ ذی الحجہ سنہ 1440ھ |
| موبائل نمبر | : | +92300-5808678 |
| ای میل اکاؤنٹ | : | M.waqqasrafi1986@gmail.com |
| عام قیمت | : | ایک سو (100) روپے |

**التماس:**

قارئین باتمکین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ رسالہ ہذا کی تصحیح اور ترتیب کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے تاہم اِس کے باوجود اگر کوئی غلطی فروگزاشت اور بھول چوک نظر سے گزرے یا کوئی مفید مشورہ یا نیک خیال یا صالح رائے ذہن میں آئے تو ازراہِ کرم ہمیں ضرور اُس سے مطلع فرمائیں تاکہ ہم کتاب کا آئندہ ایڈیشن مزید خوبیوں سے آراستہ ہوکر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ (مصنف)

...... اشاعت ......

العرجون اکادمی اسلام آباد

موبائل فون نمبر 0300-5808678

## انتساب:

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کہ جن کی بے مثال و باکمال اور ابدی و لازوال قربانیوں کی داستانِ خونچکاں کی قندیل ہاتھ میں لے کر قیامت تک آنے والی مظلوم انسانیت اپنے حق کے حصول میں اسے مشعل راہ کے طور پر استعمال کرتی رہے گی اور حق کی خاطر ظلم وستم کے سامنے کٹنا تو پسند کرلے گی لیکن جھکنا کبھی قبول نہیں کرے گی۔

## کلام حق باہوؒ

عاشق سوئی حقیقی جیہڑا قتل معشوق دے منے ہو
عشق نہ چھوڑے، مکھ نہ موڑے توڑے سے تلواراں کھنے ہو
جت وَل ویکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنے ہو
سچا عشق حسین ابن علیؓ دا باہو سر دیوے راز نہ بھنے ہو

(ابیات سلطان باہو: ص ۱۳۸)

# فہرست مضامین


| | | |
|---|---|---|
| ۱ | انتساب | ۳ |
| ۲ | فہرست | ۵ |
| ۳ | مقدمہ | ۸ |
| ۴ | تاریخی پس منظر | ۱۰ |
| ۵ | مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت | ۱۱ |
| ۶ | اہل کوفہ کے خطوط | ۱۲ |
| ۷ | کوفہ آنے کی دعوت | ۱۲ |
| ۸ | دوستوں کا مشورہ | ۱۲ |
| ۹ | کوفہ کے لئے روانگی | ۱۳ |
| ۱۰ | حر بن یزید کا ایک ہزار کا لشکر | ۱۳ |
| ۱۱ | حر بن یزید کا اعترافِ حق | ۱۴ |
| ۱۲ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا خواب | ۱۴ |
| ۱۳ | علی اکبرؓ کی ثابت قدمی | ۱۴ |
| ۱۴ | حر بن یزید پر جاسوسوں کا تسلط | ۱۵ |
| ۱۵ | عمرو بن سعد کا چار ہزار کا لشکر | ۱۵ |
| ۱۶ | پانی کی بندش | ۱۵ |
| ۱۷ | پانی پر تصادم | ۱۶ |
| ۱۸ | عمرو بن سعد سے مکالمہ | ۱۶ |
| ۱۹ | تین شرطیں | ۱۶ |
| ۲۰ | شمر کی مخالفت | ۱۷ |


[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

| | | |
|---|---|---|
| ۲۱ | ابن زیاد کا جواب | ۱۷ |
| ۲۲ | عمرو نے دُور ہی سے شمر کو پڑھ لیا | ۱۷ |
| ۲۳ | خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت | ۱۸ |
| ۲۴ | عاشوراء کی رات اہل بیت کے سامنے تقریر | ۱۸ |
| ۲۵ | عاشوراء کی رات بنو عقیل کے سامنے تقریر | ۱۹ |
| ۲۶ | اپنی ہم شیرہ زینبؓ کو وصیت | ۲۰ |
| ۲۷ | یوم عاشوراء کی صبح | ۲۰ |
| ۲۸ | حر بن یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ | ۲۰ |
| ۲۹ | اہل کوفہ سے بدظنی | ۲۱ |
| ۳۰ | زہیر بن القین رضی اللہ عنہ کی پر جوش تقریر | ۲۱ |
| ۳۱ | لڑائی کا آغاز | ۲۲ |
| ۳۲ | لشکر حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری | ۲۲ |
| ۳۳ | دورانِ جنگ نمازِ ظہر کی ادائیگی | ۲۳ |
| ۳۴ | دُشمن کی فوج سے تن تنہا مقابلہ | ۲۴ |
| ۳۵ | امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت | ۲۵ |
| ۳۶ | شمر کو سرزنش | ۲۵ |
| ۳۷ | لاش کو روندا گیا | ۲۶ |
| ۳۸ | مقتولین اور شہداء کی تعداد | ۲۶ |
| ۳۹ | اہل بیت کے سر ابن زیاد کے دربار میں | ۲۶ |
| ۴۰ | اہل بیت کا ابن زیاد سے مکالمہ | ۲۷ |
| ۴۱ | ابن زیاد اور امام علی اصغرؒ | ۲۸ |
| ۴۲ | ابن زیاد کا خطبہ اور ابن عفیف رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ | ۲۸ |
| ۴۳ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کے بازاروں میں | ۲۹ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۴ | یزید پلید رونے لگا | ۲۹ |
| ۴۵ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید پلید کے دربار میں | ۳۰ |
| ۴۶ | یزید پلید کے گھر ماتم | ۳۰ |
| ۴۷ | حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دلیرانہ گفتگو | ۳۱ |
| ۴۸ | اہل بیت کی عورتیں یزید کی عورتوں کے پاس | ۳۲ |
| ۴۹ | امام علی اصغر رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں | ۳۲ |
| ۵۰ | یزید کی زود و پشیمانی | ۳۳ |
| ۵۱ | اہل بیت کی رخصتی | ۳۴ |
| ۵۲ | اہل بیت کی مدینہ کو واپسی | ۳۴ |
| ۵۳ | اہل بیت کی فیاضی | ۳۵ |
| ۵۴ | امام حسین رضی اللہ عنہ کی خوش دامن کا غم اور وصال | ۳۵ |
| ۵۵ | مدینہ منورہ میں ماتم | ۳۵ |
| ۵۶ | عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی غیرت | ۳۶ |
| ۵۷ | شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا فضائے آسمانی پر اثر | ۳۶ |
| ۵۸ | قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کا عبرت ناک انجام | ۳۶ |
| ۵۹ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل اندھا ہو گیا | ۳۷ |
| ۶۰ | امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کا منہ کالا ہو گیا | ۳۷ |
| ۶۱ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل آگ میں جل گیا | ۳۷ |
| ۶۲ | امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل تڑپ تڑپ کر مر گیا | ۳۸ |
| ۶۳ | یزید پلید کی ہلاکت | ۳۸ |
| ۶۴ | کوفہ پر مختار کا تسلط | ۳۸ |
| ۶۵ | منحوس گھر | ۴۰ |
| ۶۶ | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دُور اندیشی | ۴۰ |


[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

# مقدمہ

عالم انسانیت کی تاریخ کے چپہ چپہ پر ظلم وستم اور قہر و جبر کی ایسی الم ناک داستانیں بکھری پڑی ہیں جن کو پڑھ اور سن کر انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے، ایسی ہی ایک دردناک اور جاں گداز داستان حضور نبی اکرم ﷺ کے پھول جیسے نواسے، شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور خواتین جنت کی ملکہ حضرت سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے، نوجوانانِ جنت کے سردار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی میدانِ کربلا میں مظلومانہ شہادت کی بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات کو وجود بخشا ہے تب سے لے کر اب تک اور شاید قیامت کی صبح تک ظلم وستم اور قہر والم کا اس سے زیادہ دردناک اور جاں گسل منظر یہ گردوں نہ دیکھ سکے۔ اس میں ایک طرف ستر بہتر افراد پر مشتمل نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کا ایک مقدس گروہ ہے جو اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ایک ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حکم ران کے سامنے ڈٹ جاتا ہے، اور ﴿أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جابر﴾ کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے، جب کہ دوسری طرف دُنیا کا ایک ظالم و جابر حکم ران یزید پلید اور اُس کا سفاک گورنر ابن زیاد اور ان کی کثیر تعداد میں فوج ہے جو زبردستی حضرات اہل بیت کو اپنی بیعت پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں، لیکن قربان جائیے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر کہ جنھوں نے اپنے سر تو نیزوں پر چڑھا دیے، لیکن ایک ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حکم ران کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے سر جھکائے نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی ماہ محرم الحرام شروع ہونے کو ہوتا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے جاں نثار ساتھیوں کی مظلومانہ شہادتوں کی الم ناک داستانیں تازہ ہونا شروع ہو جاتی ہیں، لیکن اسے اپنی سستی کہیے یا بدبختی؟ کہ جب سے ہم لوگوں نے اپنی تاریخ کو فراموش کیا ہے اس پر غیر لوگوں نے اپنا قبضہ جمالیا ہے اور انہوں نے ہماری تاریخ کو بہت ہی بری طرح مسخ کر کے

رکھ دیا ہے۔ اسی کی ایک کڑی ’’سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین ؓ‘‘ بھی ہے جس کو اسلام دُشمن غیر مذہب لوگوں نے اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ اب اُس کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل کرنا اور اصل حقیقت کا سراغ لگانا ناممکن تو نہیں لیکن دقت طلب اور مشکل ضرور ہے۔

چوں کہ ہمارے اکثر و بیشتر دوست، احباب، عزیز و اقارب اور دیگر متعلقین وقتاً فوقتاً ہم سے ’’سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین ؓ‘‘ کے اصل حقائق کے بارے میں زیادہ تر پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم خود بھی اس سانحہ کی اصل حقیقت سے بے خبر اور لاعلم تھے، اس لئے احباب کو صاف جواب دے دیا جاتا کہ ہمارا اس موضوع پر بالکل مطالعہ نہیں ہے! لیکن ظاہر ہے کہ ہمارا یہ عذر اُن کے سامنے کب تک چلتا؟ اس لئے ہم نے گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مثبت انداز میں ’’سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین ؓ‘‘ کے عنوان سے پاک و ہند کے مختلف اخبارات و جرائد میں قسط وار کالم لکھنے شروع کیے جو تقریباً ’’شہادت امام حسین ؓ‘‘ تک سات قسطوں میں لگاتار ایک ہفتہ تک مختلف اخبارات میں شائع ہوتے رہے اور عوام و خواص میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھے گئے، اسی طرح ارباب دار العلوم (وقف) دیوبند نے بھی اپنے ماہنامہ ’’ندائے دار العلوم دیوبند‘‘ میں ہمارا یہ مضمون انتہائی خوش اسلوبی اور بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا، جس کو مختلف مذاہب و مسالک سے وابستہ لوگوں نے بہت سراہا، ہمیں خوب داد دی اور ہماری اس محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں اس مضمون میں مزید اضافہ جات بھی کیے گئے اور حضرات اہل بیت کی مدینہ منورہ واپسی تک کے دیگر حالات و واقعات کو بھی اس میں قلم بند کر دیا گیا۔

اب عوام کی سہولت کے پیش نظر اس مضمون کو ایک علیحدہ مستقل رسالے کی شکل میں ’’سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین ؓ‘‘ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ ہر شخص آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

ہیچ مداں محمد وقاص رفیع

اسلام پور (واہ کینٹ)

یکم ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سانحۂ کربلا اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

تاریخ عالم کا ورق ورق انسان کے لئے عبرتوں کا مرقع ہے۔ بالخصوص تاریخ کے بعض واقعات تو انسان کے ہر شعبہ زندگی کے لئے ایسے عبرت ناک ہیں کہ جن سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں واقعات میں سے ایک واقعہ' میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو وجود بخشا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اور شاید قیامت تک کوئی ایسا واقعہ رُونما نہ ہو کہ جس پر خود تاریخ کو بھی رونا آ گیا ہو، لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ایسا دردناک اور اندوہ ناک ہے کہ جس پر انسانوں کی سنگ دل تاریخ بھی ہچکیاں لے لے کر روتی رہی ہے۔ اس میں ایک طرف ظلم وستم، بے وفائی و بے اعتنائی اور محسن کشی و نسل کشی کے ایسے الم ناک اور دردانگیز واقعات ہیں کہ جن کا تصور کرنا بھی آج کل ہم جیسے لوگوں کے لئے ناممکن ہے۔ اور دوسری طرف اہل بیت اطہار، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم و چراغ اور اُن کے ستر، بہتر متعلقین کی ایک چھوٹی سی جماعت کا باطل کے مقابلہ کے لئے ثابت قدمی اور جان نثاری جیسے ایسے محیر العقول واقعات ہیں کہ جن کی نظیر تمام عالم انسانیت کی تاریخ میں ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

## تاریخی پس منظر:

حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم شروع سے ہی اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تخت خلافت جب خالی ہوا تو یزید نے فوراً اپنی خلافت کا

اعلان کر دیا، کیوں کہ وہ پہلے سے ہی ولی عہد مقرر ہو چکا تھا، اس لئے اس نے امام حسین ﷛ سے بھی اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مطالبہ کر دیا، لیکن امام حسین ﷛ نے کسی کی پرواہ کیے بغیر اس بات کا سرعام اعلان کر دیا کہ یزید خلافت کا اہل نہیں ہے، اس لئے اسے خلیفۃ المسلمین نہیں بنایا جاسکتا۔ یزید کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے والیٔ مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا کہ وہ امام حسین ﷛ کو میری بیعت پر مجبور کرے اور ان کو اس معاملہ میں مزید کسی قسم کی مہلت نہ دے۔ ولید کے پاس جب یہ خط پہنچا تو وہ فکر میں پڑ گیا کہ اس حکم کی تعمیل وہ کس طرح کرے؟ چناں چہ اس نے سابق والیٔ مدینہ مروان بن حکم کو مشورہ کے لئے بلایا، اس نے کہا کہ اگر امام حسین ﷛ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو ٹھیک، ورنہ ان کو یہیں پر قتل کر دیا جائے۔ نیز مروان نے امام حسین ﷛ کے سامنے ولید سے کہا کہ ابھی امام حسین ﷛ تمہارے ہاتھ میں ہیں، اس لئے ان سے درگزر نہ کرو، اگر یہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر دوبارہ کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ لیکن ولید ایک عافیت پسند شخص تھا، اُس نے مروان کی بات کی پرواہ کیے بغیر امام حسین ﷛ کے لئے راستہ کھول دیا اور وہ واپس چل پڑے۔ مروان نے ولید کو ملامت کی کہ تو نے موقع ضائع کر دیا، مگر ولید نے کہا کہ: ''اللہ کی قسم! میں امام حسین ﷛ کو قتل کرنے سے ڈرتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن وہ اپنے خون کا مطالبہ مجھ سے کر دیں، اس لئے کہ امام حسین ﷛ کے خون کا مطالبہ جس کی گردن پر ہوگا وہ قیامت کے دن نجات نہیں پا سکے گا۔''

## مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت:

چنانچہ امام حسین ﷛ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے اور وہیں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ یزید کو جب ولید کے عفو ودرگزر کا علم ہوا تو اُس نے انہیں مدینہ سے معزول کر دیا۔

## اہل کوفہ کے خطوط:

اہل کوفہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ امام حسین ﷛ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے تو کچھ حضرات سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے اور امام حسین ﷛ کو خط لکھا کہ ہم

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

بھی یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، آپ فوراً کوفہ تشریف لے آئیں، ہم سب آپ کے ہاتھ ہر بیعت کرلیں گے اور یزید کی طرف سے مقرر کیے ہوئے کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہاں سے نکال دیں گے۔

اس کے دو دن بعد ان لوگوں نے اسی مضمون کا ایک خط امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور چند دوسرے خطوط بھی آپ کے پاس بھیجے، جن میں یزید کی شکایات اور اس کے خلاف اپنی نصرت وتعاون اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔ علاوہ ازیں چند وفود بھی آپ کی خدمت میں بھیجے۔ جن سے متاثر ہوکر امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی حکمت و دانش مندی سے یہ کام کیا کہ بجائے خود جانے کے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا اور ان کے ہاتھ یہ خط لکھ کر اہل کوفہ کی طرف بھیجا کہ:

> ''میں اپنی جگہ اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ یہ وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مجھے ان کی اطلاع دیں۔ اگر حالات درست ہوئے تو میں فوراً کوفہ پہنچ جاؤں گا۔''

## کوفہ آنے کی دعوت:

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے جب چند دن کوفہ میں گزارے تو انہیں اندازہ ہوا کہ یہ لوگ واقعتاً یزید کی بیعت سے متنفر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے بے چین ہیں، چناں چہ انہوں نے چند ہی دنوں میں اہل کوفہ سے اٹھارہ ہزار مسلمانوں کی امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت کرلی اور حسب ہدایت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دے دی۔ [1]

## دوستوں کا مشورہ:

جب لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوئی امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا عزم کرلیا ہے تو بجز عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اور کسی نے آپ کو کوفہ جانے کا مشورہ نہیں دیا، بلکہ بہت سے حضرات امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ ہرگز نہ

---

[1] (الکامل في التاریخ لابن اثیر)

جائیں اور اہل عراق و اہل کوفہ کے وعدوں اور ان کی بیعتوں پر بھروسہ نہ کریں، کیوں کہ وہاں جانے میں آپ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

## کوفہ کے لئے روانگی:

لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد اور خداد بصیرت کی بناء پر کسی کا مشورہ قبول نہیں فرمایا اور مؤرخہ ۸ یا ۹ ذی الحجہ ۶۰ھ کو مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ کوفہ میں جب ابن زیاد کو آپ رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی طرف روانگی کی اطلاع ملی تو اُس نے مقابلے کے لئے پیشگی ہی اپنا ایک سپاہی ''قادسیہ'' کی طرف روانہ کر دیا امام حسین رضی اللہ عنہ جب مقام ''زبالہ'' پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ الم ناک خبر پہنچی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے رضاعی اور چچا زاد دونوں بھائیوں کو اہل کوفہ نے قتل کر دیا ہے۔ اب امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان سے فرمایا کہ اہل کوفہ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے اور ہمارے متبعین ہم سے پھر گئے ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابھی راستہ میں چل ہی رہے تھے کہ دوپہر کے وقت دُور سے کچھ چیزیں حرکت کرتی نظر آئیں، غور کرنے پر معلوم ہوا کہ گھڑ سوار ہیں، اس لئے امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ایک پہاڑی کے قریب پہنچ کر محاذِ جنگ بنالیا۔

## حر بن یزید کا ایک ہزار کا لشکر:

ابھی یہ حضرات محاذ کی تیاری میں مصروف ہی تھے کہ ایک ہزار گھڑ سواروں کی فوج حر بن یزید کی قیادت میں مقابلہ پر آ گئی اور ان سے مقابلہ کے لئے آ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ حر بن یزید کو حصین بن نمیر نے ایک ہزار گھڑ سواروں کی فوج دے کر ''قادسیہ'' بھیجا تھا، اس لئے یہ اور اس کا لشکر آ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ٹھہر گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حر بن یزید سے فرمایا:

''تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' حر نے کہا: ''ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم آپ کو ابن زیاد کے پاس پہنچا دیں۔'' امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جا سکتا۔'' حر نے کہا: ''اللہ کی قسم! پھر ہم بھی آپ کو یہاں تنہا نہ چھوڑیں گے۔''

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

## حر بن یزید کا اعتراف حق:

اس کے بعد حر نے کہا کہ:

''مجھے آپ سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ حکم یہ ہے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے اس وقت تک جدا نہ ہوں جب تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد کے پاس کوفہ نہ پہنچا آؤں، اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ کو، یہاں تک کہ میں ابن زیاد کو خط لکھوں اور آپ رضی اللہ عنہ بھی یزید یا ابن زیاد کو خط لکھیں شاید اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی مخلص پیدا فرما دے اور میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقاتلہ کرنے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ایذا پہنچانے سے کسی طرح بچ جاؤں!۔''

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ''عذیب'' اور ''قادسیہ'' کے راستہ سے بائیں جانب چلنا شروع کر دیا اور حر بن یزید بھی اپنے لشکر سمیت ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ [1]

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا خواب:

امام حسین رضی اللہ عنہ جب ''قصر بنی مقاتل'' پہنچ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ پر ذرا سی غنودگی طاری ہو گئی لیکن اس کی تھوڑی ہی دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ **" انا للہ وانا الیہ راجعون "** کہتے ہوئے بیدار ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے علی اکبر نے جب یہ سنا تو دوڑتے ہوئے آئے اور پوچھنے لگے: ''ابا جان! کیا بات ہے؟۔'' امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی گھڑ سوار میرے پاس آیا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ:

''کچھ لوگ چل رہے ہیں اور ان کی موتیں بھی ان کے ساتھ چل رہی ہیں۔'' اس سے میں سمجھا کہ یہ ہماری موت ہی کی خبر ہے۔''

## علی اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی:

صاحب زادے نے عرض کیا: ''ابا جان! کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے

---

[1] (تاریخ طبریؒ)

فرمایا: ’’بلاشبہ ہم حق پر ہیں۔‘‘ صاحب زادے نے عرض کیا: ’’پھر ہمیں کیا ڈر ہے، جب کہ ہم حق پر مر رہے ہیں؟‘‘ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو شاباش دی اور فرمایا کہ: ’’واقعی تم نے اپنے باپ کا صحیح حق ادا کیا ہے۔‘‘ [1]

## حر بن یزید پر جاسوسوں کا تسلط:

اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ آگے کی طرف چل دیئے اور جب مقام ’’نینویٰ‘‘ پر پہنچے تو ایک گھڑ سوار کوفہ سے آتا ہوا نظر آیا، یہ سب اس کی آمد میں اپنی اپنی سواریوں سے نیچے اتر گئے۔ اس نے آ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو نہیں البتہ حر بن یزید کو سلام کیا اور ابن زیاد کا خط اس کو دیا، حر نے ابن زیاد کا خط پڑھ کر اس کا مضمون امام حسین رضی اللہ عنہ کو سنایا اور ساتھ ہی اپنی مجبوری بھی ظاہر کی کہ: ’’اِس وقت میرے سر پر جاسوس مسلط ہیں، اس لئے فی الحال میں آپ کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی مصالحت نہیں کر سکتا۔‘‘

## عمرو بن سعد کا چار ہزار کا لشکر:

اِس کے بعد ابن زیاد نے کوفہ سے عمرو بن سعد کو مجبور کر کے چار ہزار کا لشکر دے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو بن سعد نے یہاں پہنچ کر امام حسین رضی اللہ عنہ سے کوفہ آنے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ:

> ’’اہل کوفہ نے خود مجھے یہاں آنے کی دعوت دی ہے۔ اگر اب بھی ان کی رائے بدل گئی ہو تو میں واپس مدینہ جانے کے لئے تیار ہوں۔‘‘

عمر بن سعد نے اسی مضمون کا ایک خط لکھ کر ابن زیاد کی طرف لکھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ واپس جانے کے لئے تیار ہیں۔

## پانی کی بندش:

ابن زیاد نے جواب میں لکھا کہ:

---

[1] (تاریخ طبریؒ)

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

''امام حسین ؓ کے سامنے صرف یہ ایک شرط رکھو کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلیں! جب وہ ایسا کرلیں گے تو پھر ہم غور کریں گے کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اور ساتھ ہی عمرو بن سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ امام حسین ؓ اور اُن کے ساتھیوں کا پانی بند کردیں۔''

یہ واقعہ امام حسین ؓ کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے۔

## پانی پر تصادم:

چناں چہ عمرو بن سعد نے ان کا پانی بالکل بند کردیا، یہاں تک کہ جب یہ سب حضرات پیاس کی شدت سے نڈھال ہوئے تو امام حسین ؓ نے اپنے بھائی عباس بن علی ؓ کو تیس گھڑ سواروں اور تیس پیادہ پاؤں کے ساتھ پانی لانے کے لئے بھیجا، جب یہ لوگ پانی لینے کے لئے جارہے تھے تو راستہ میں عمرو بن سعد کی فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی، لیکن اس کے باوجود پانی کی تقریباً بیس مشکیں یہ حضرات اپنے ساتھ بھر کر لے آئے۔

## عمرو بن سعد سے مکالمہ:

امام حسین ؓ نے عمرو بن سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ: ''آج رات ایک دوسرے کے لشکروں کے ساتھ ہماری ملاقات ہونی چاہیے تاکہ ہم سب بالمشافہ ایک دوسرے کے سامنے گفتگو کرسکیں۔'' عمرو بن سعد نے آپ کا یہ پیغام قبول کیا اور رات کو دونوں لشکروں نے باہم ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔

## تین شرطیں:

ملاقات میں امام حسین ؓ نے اپنے متعلق عمرو بن سعد کے سامنے مندرجہ ذیل تین شرطیں رکھیں:

۱- ''میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

۲- میں یزید کے پاس چلا جاؤں اور خود اس سے اپنا معاملہ طے کرلوں۔

۳- مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر پہنچادو، وہ لوگ جس حال میں ہوں گے میں بھی اسی

حال میں رہ لوں گا۔''

عمر بن سعد نے امام حسین ﷺ کی یہ تینوں باتیں سن کر ابن زیاد کی طرف دوبارہ ایک خط روانہ کیا، جس میں لکھا تھا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھادی اور مسلمانوں کا کلمہ متفق کر دیا۔ مجھ سے امام حسین ﷺ نے ان (مذکورہ) تین باتوں کا اختیار مانگا ہے جن سے آپ کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور امت کی اسی میں صلاح و فلاح ہے۔''

ابن زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو وہ کافی متاثر ہوا اور کہا کہ: ''یہ خط ایک ایسے شخص کا ہے جو امیر کی اطاعت بھی چاہتا ہے اور اپنی قوم کی عافیت کا بھی خواہش مند ہے، اس لئے ہم نے اس خط کو قبول کر لیا ہے۔''

## شمر کی مخالفت:

لیکن شمر ذی الجوشن جو ابن زیاد کے پاس ہی ایک طرف بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا کہ: ''کیا آپ امام حسین ﷺ کو مہلت دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ قوت حاصل کر کے دوبارہ تمہارے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوں؟ یاد رکھو! اگر آج وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی تم ان پر قابو نہ پا سکو گے، مجھے اس خط میں عمرو بن سعد کی سازش معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ راتوں کو آپس میں باتیں کیا کرتے ہیں۔''

## ابن زیاد کا جواب:

ابن زیاد نے شمر کی رائے کو قبول کرتے ہوئے عمرو بن سعد کی طرف اسی مضمون کا ایک خط لکھا اور اسے شمر کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ اگر عمرو بن سعد میرے اس حکم کی فوراً تعمیل نہ کرے تو تو اسے قتل کر دینا اور اس کی جگہ لشکر کا امیر تو خود بن جانا!۔

## عمرو نے دُور سے ہی شمر کو پڑھ لیا:

شمر جب ابن زیاد کا خط لے عمرو بن سعد کے پاس پہنچا تو وہ سمجھ گئے کہ شمر کے مشورہ

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

سے یہ صورت عمل وجود میں آئی ہے اور میرا مشورہ رد کر دیا گیا ہے، اس لئے عمرو نے شمر سے کہا کہ: ''تو نے بڑا ظلم کیا ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ متفق ہو رہا تھا اور تو نے اس کو ختم کر کے قتل و قتال کا بازار گرم کر دیا ہے۔'' بالآخر امام حسینؓ کو یہ پیام پہنچایا گیا، تو آپؓ نے اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ: ''اس ذلت سے تو موت ہی بہتر ہے۔''

## خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت:

شمر ذی الجوشن محرم کی نویں تاریخ کو اس محاذ پر پہنچا تھا۔ امام حسینؓ اُس وقت اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی حالت میں آپؓ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوگئی اور آنکھ لگ گئی، لیکن پھر اچانک ہی ایک آواز کے ساتھ آپؓ بیدار ہو گئے۔ آپؓ کی ہم شیرہ زینبؓ نے جب یہ آواز سنی تو دوڑتی ہوئی آئیں اور پوچھا کہ یہ آواز کیسی تھی؟۔ آپؓ نے فرمایا کہ: ''ابھی ابھی خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے، آپ فرما رہے ہیں کہ: ''اب تم ہمارے پاس آنے والے ہو۔'' حضرت زینبؓ یہ سن کر رو پڑیں، لیکن امام حسینؓ نے انہیں چپ کرایا اور تسلی دی۔

اتنے میں شمر کا لشکر سامنے آگیا، آپؓ کے بھائی حضرت عباسؓ آگے کی جانب بڑھے اور اپنے مدمقابل حریف سے گفتگو شروع کی، لیکن اس نے بلا مہلت قتال کا اعلان کر دیا۔ حضرت عباسؓ نے جب جنگ کا اعلان سنا تو انہوں نے جا کر امام حسینؓ کو اس کی اطلاع دے دی۔ امام حسینؓ نے فرمایا: ''ان سے کہو کہ آج کی رات قتال ملتوی کر دو، تا کہ آج کی رات میں وصیت، نماز، دعاء اور استغفار میں گزار لوں۔'' حضرت عباسؓ نے امام حسینؓ کا پیغام جا کر شمر تک پہنچا دیا۔ شمر ذی الجوشن اور عمرو بن سعد نے لوگوں سے مشورہ کیا اور آپؓ کو اس رات عبادت کرنے کی مہلت دے دی اور واپس چل دیئے۔

## عاشوراء کی رات اہل بیت کے سامنے تقریر:

امام حسینؓ نے رات کو اپنے اہل بیت اور اصحاب کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا جس کا لب لباب یہ تھا:

''میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں' راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی۔ اے اللہ! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں شرافت نبوت ﷺ سے نوازا، ہمیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے، جن سے ہم آپ کی آیات سمجھیں اور ہمیں آپ نے قرآن پاک سکھلایا اور دین کی سمجھ عطا فرمائی، ہمیں آپ اپنے شکر گزار بندوں میں داخل فرما لیجئے۔''

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

''میرے علم میں آج تک کسی شخص کے ساتھی ایسے وفا شعار اور نیکوکار نہیں ہیں جیسے میرے ساتھی ہیں اور نہ ہی کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں، آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری طرف سے بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا آخری دن ہے، میں آپ سب کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ سب اس رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ اور جہاں پناہ ملے وہاں چلے جاؤ اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لو، اور مختلف علاقوں میں پھیل جاؤ، کیوں کہ دشمن میرا طلب گار ہے، وہ مجھے پائے گا تو دوسروں کی طرف التفات نہ کرے گا۔''

یہ تقریر سن کر آپ کے بھائی، آپ کی اولاد، آپ کے بھتیجے اور حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ کے صاحب زادے یک زبان ہو کر بولے:

''واللہ! ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے، ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کے بعد باقی نہ رکھے۔''

## عاشوراء کی رات بنو عقیل کے سامنے تقریر:

اس کے بعد امام حسین ؓ نے بنو عقیل کو مخاطب کر کے فرمایا:

''تمہارے ایک بزرگ مسلم بن عقیل ؓ شہید ہو چکے ہیں

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

تمہاری طرف سے وہی ایک کافی ہیں، تم سب واپس چلے جاؤ، میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔'' انہوں نے کہا کہ: ''ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے کہ اپنے بزرگوں اور بڑوں کو موت کے سامنے چھوڑ کر اپنی جان بچا لائے، بلکہ اللہ کی قسم! ہم تو آپ ؓ پر اپنی جانیں اور اولاد و اموال سب کچھ نچھاور کر دیں گے۔''

## اپنی ہم شیرہ زینب کو وصیت:

آپ ؓ کی ہمشیرہ حضرت زینبؓ بے قرار ہو کر رُونے لگیں تو آپ ؓ نے انہیں تسلی دی اور وصیت فرمائی کہ:

''میری بہن! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت پر نہ تم اپنے کپڑے پھاڑنا اور نہ ہی سینہ کوبی کرنا، نیز چیخ اور چلا کر رونے سے بھی گریز کرنا۔''

ہمشیرہ کو یہ وصیت فرما کر امام حسین ؓ باہر آ گئے اور اپنے اصحاب کو جمع کر کے تمام شب تہجد اور دعاء واستغفار میں مشغول رہے۔ یہ عاشورہ کی رات تھی اور صبح عاشوراء (۱۰ محرم) کا دن تھا۔ [۱]

## یوم عاشوراء کی صبح:

دسویں محرم جمعہ یا ہفتہ کے دن فجر کی نماز سے فارغ ہوتے ہی عمرو بن سعد لشکر لے کر امام حسین ؓ کے سامنے آ گیا۔ اس وقت امام حسین ؓ کے ساتھ کل بہتر (۷۲) اصحاب تھے، جن میں سے بتیس (۳۲) گھڑ سوار اور چالیس (۴۰) پیادہ پا تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے اپنے اصحاب کی صف بندی فرمالی۔

## حر بن یزید امام حسین ؓ کے ساتھ!

عمرو بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کا ایک امیر بنا لیا تھا۔

---

[۱] (تاریخ یعقوبیؒ و تاریخ طبریؒ)

ان میں سے ایک حصہ کا امیر حر بن یزید تھا، جو سب سے پہلے ایک ہزار کا لشکر لے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، اس کے دل میں اہل بیت اطہار کی محبت کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا، وہ اس وقت اپنی سابقہ کارروائی پر نادم ہو کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے قریب ہوتے ہوتے یک بارگی گھوڑا دوڑا کر آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آملا اور عرض کیا کہ میری ابتدائی غفلت اور آپ رضی اللہ عنہ کو واپسی کے لئے راستہ نہ دینے کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوا جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ واللہ! مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف اس حد تک پہنچ جائیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کوئی بات نہ مانیں گے، اگر میں یہ جانتا تو ہرگز آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ نہ روکتا ، اب میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس توبہ تائب ہو کر آیا ہوں، اس لئے اب میری توبہ اور سزا یہی ہے کہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر ان کے خلاف لڑتا رہوں یہاں تک کہ جان دے دوں۔

## اہل کوفہ سے بدظنی:

اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے رؤسائے کوفہ کا نام لے لے کر پکارا: ''اے شیث بن ربعی، اے حجاز بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے زید بن حارث! کیا تم لوگوں نے کوفہ بلانے کے لئے مجھے خطوط نہیں لکھے تھے؟'' لیکن یہ سب لوگ مکر گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''میرے پاس تمہارے تمام خطوط موجود ہیں۔'' اس کے بعد فرمایا: ''اے لوگو! اگر تم میرا آنا پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو، تاکہ میں کسی ایسی زمین میں چلا جاؤں جہاں مجھے امن ملے۔'' قیس بن اشعث نے کہا کہ: ''آپ اپنے چچا زاد بھائی ابن زیاد کے حکم پر کیوں نہیں اتر آتے؟ وہ پھر آپ کا بھائی ہے، آپ کے ساتھ برا سلوک نہیں کرے گا۔'' لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد بھی اگر تمہاری رائے یہی ہے تو اللہ کی قسم! میں کبھی بھی اس کو قبول نہ کروں گا۔'' یہ فرما کر آپ گھوڑے سے نیچے اتر آئے۔

## زہیر بن القین رضی اللہ عنہ کی پرجوش تقریر:

حضرت زہیر بن القین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو نصیحت کی کہ: ''تم آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے باز آجاؤ، اگر تم اس سے باز نہ آئے تو خوب سمجھ لو کہ تم کو ابن زیاد سے کوئی

فلاح نہ پہنچے گی، بلکہ بعد میں وہ تم پر بھی قتل وغارت کرے گا۔'' ان لوگوں نے زہیر بن القین رضی اللہ عنہ کو خوب برا بھلا کہا اور ابن زیاد کی خوب تعریف کی اور کہا کہ: ''ہم تم سب کو قتل کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجیں گے۔''

## لڑائی کا آغاز:

جب گفتگو طویل ہونے لگی تو شمر ذی الجوشن نے اپنا پہلا تیر ان پر چلادیا، اس کے بعد حر بن یزید جو توبہ تائب ہو کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے' آگے بڑھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

> ''اے اہل کوفہ! تم ہلاک و برباد ہو جاؤ! کیا تم نے ان کو اس لئے بلایا تھا کہ جب یہ آجائیں تو تم ان کو قتل کر دو؟ تم نے تو کہا تھا کہ: '' ہم اپنا تن، من، دھن سبھی کچھ ان پر قربان کر دیں گے۔'' اور اب تم ہی ان کے قتل کے درپے ہو گئے ہو، ان کو تم نے قیدیوں کی مثل بنا رکھا ہے اور دریائے فرات کا جاری پانی ان پر بند کر دیا ہے' جسے یہودی، نصرانی اور مجوسی سبھی پیتے ہیں اور علاقے کے خنزیر اس میں لوٹتے ہیں، امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت پیاس سے مرے جا رہے ہیں، اگر تم نے اپنی اس حرکت سے توبہ نہ کی اور اس سے باز نہ آئے تو یاد رکھنا! کل قیامت کے دن میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ تمہارا پانی بند کرے گا۔''

## لشکر حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

اب حر بن یزید پر بھی تیر پھینکے گئے وہ واپس آگئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑے ہو گئے، اس کے بعد تیر اندازی کا سلسلہ شروع ہو گیا، پھر گھمسان کی جنگ ہوئی، فریق مخالف کے بھی کافی آدمی مارے گئے، امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعض رفقاء بھی شہید ہوئے۔ حر بن یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر شدید قتال کیا اور بہت سے دشمنوں کو قتل کیا۔

اس کے بعد شمر نے چاروں طرف سے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء پر حملہ بول دیا،

جس کا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا، وہ کوفہ کے لشکر پر جس طرف سے حملہ کرتے' میدان صاف ہو جاتا۔ اُدھر دوسری طرف عمرو بن سعد نے جو کمک اور تازہ دم پانچ سو گھڑ سوار بھیجے وہ مقابلہ پر آ کر ڈٹ گئے، لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کے رفقاء نے ان کا بھی نہایت جرأت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور گھوڑے چھوڑ کر میدان میں پیادہ پا آ گئے۔ اس وقت بھی حر بن یزید نے دشمنوں سے سخت قتال کیا، لیکن اب دشمنوں نے خیموں میں آگ لگانا شروع کر دی تھی۔

## گھمسان کی جنگ میں نماز ظہر کی ادائیگی:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے اکثر و بیشتر ساتھی شہید ہو چکے تھے اور دشمن کے دستے آپ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ حضرت ابوشامہ صائدی رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: ''میری جان آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہو، میں چاہتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قتل کیا جاؤں، لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے، نماز ادا کر کے اپنے پروردگار کے پاس جاؤں۔'' امام حسین رضی اللہ عنہ نے بآوازِ بلند اعلان کیا کہ: ''جنگ ملتوی کر دی جائے، تاکہ ظہر کی نماز ہم ادا کر لیں۔'' گھمسان کی جنگ میں نمازِ ظہر کے اعلان کی طرف کون کان لگاتا؟ طرفین کی طرف سے شدید قتل وقتال برابر جاری رہا، یہاں تک کہ ابوشامہ صائدی رضی اللہ عنہ نماز کی حسرت دل ہی دل میں لیے شہید ہو گئے، لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چند اصحاب کے ساتھ نمازِ ظہر ''صلوٰۃ الخوف'' کے مطابق ادا فرمائی۔

نماز ادا کر لینے کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے پھر قتال شروع کر دیا، اب یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچ چکے تھے، حنفی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور سب تیر اپنے بدن پر کھاتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر گر گئے، زہیر بن القین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مدافعت میں سخت قتال کیا، یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بجز اپنے چند گنے چنے رفقاء کے اور کوئی نہ رہا تھا اور بچے کھچے رفقاء بھی خوب اچھی طرح سمجھ گئے کہ اب ہم نہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی جان بچا سکتے ہیں اور نہ اپنی جان، اس لئے ہر شخص کی خواہش یہ ہوئی کہ میں امام

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

حسین ﷛ کے سامنے سب سے پہلے شہید کیا جاؤں، اس لئے ہر شخص نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتا رہا، اسی اثناء میں امام حسین ﷛ کے بڑے صاحب زادے (بلکہ بڑے شہزادے) علی اکبر شعر پڑھتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''میں حسین بن علی ﷛ کا بیٹا ہوں، رب کعبہ کی قسم! ہم اللہ کے رسول ﷺ کے بہت قریب ہیں۔'' اتنے میں مرہ بن منقذ آگے بڑھا اور ان کو نیزہ مار کر زمین پر گرادیا، پھر کچھ اور بدبخت آگے بڑھے اور لاش مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ امام حسین ﷛ لاش کے قریب تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس قوم کو برباد کرے جس نے تجھ کو قتل کیا، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کیسے بے وقوف ہیں؟ تیرے بعد اب زندگی پر خاک ہے۔'' پھر ان کی لاش اٹھا کر خیمہ کے پاس لائی گئی۔ عمرو بن سعد نے حضرت حسن ﷛ کے بیٹے قاسم بن حسن ﷛ کے سر پر تلوار ماری، جس سے وہ زمین پر گر پڑے اور ان کے منہ سے نکلا: ''ہائے میرے چچا! (حسین ﷛)''۔ امام حسین ﷛ نے بھاگ کر ان کو سنبھالا اور عمرو بن سعد پر تلوار سے جوابی وار کیا جس سے کہنی سے اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ امام حسین ﷛ بھتیجے کی لاش اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے اور اپنے بیٹے اور دوسرے اہل بیت کی لاشوں کے قریب لا کر رکھ دی۔

## دُشمن کی فوج سے تن تنہا مقابلہ:

اب امام حسین ﷛ تقریباً تن تنہا اور بے یار و مددگار رہ گئے تھے، لیکن آپ ﷛ کی طرف بڑھنے کی کسی کو ہمت نہیں ہورہی تھی، کافی دیر تک یہی کیفیت رہی کہ جو شخص بھی آپ ﷛ کی طرف بڑھتا فوراً واپس لوٹ جاتا اس لئے کہ کوئی بھی آپ ﷛ کے قتل کا گناہ اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا، یہاں تک کہ قبیلہ کندہ کا ایک شقی القلب شخص مالک بن نسیر آگے بڑھا اور اس نے امام حسین ﷛ کے سر مبارک پر حملہ کردیا، جس سے آپ ﷛ شدید زخمی ہوگئے، اس وقت آپ ﷛ نے اپنے چھوٹے صاحب زادے عبداللہ بن حسین کو اپنے پاس بلایا اور ابھی اپنی گود میں بٹھایا ہی تھا کہ بنو اسد کے ایک بدنصیب شخص نے ان پر ایک تیر چلایا جس سے وہ بھی شہید ہوگئے، امام حسین ﷛ نے اپنے معصوم بچے کا خون دونوں ہاتھوں میں لے کر زمین پر بکھیر دیا اور اللہ تعالیٰ

سے دعاء کی کہ: ''اے اللہ! تو ہی ان بد بخت اور ظالموں سے ہمارا انتقام لینا۔''

اب امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس حد کو پہنچ چکی تھی، آپ رضی اللہ عنہ پانی پینے کے لئے دریائے فرات کے قریب تشریف لے گئے، مگر حصین بن نمیر ایک ظالم شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک تیر پھینکا جو آپ رضی اللہ عنہ کے منہ پر جا کر لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک سے خون پھوٹنے لگ گیا۔

## امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اس کے بعد شمر بن ذی الجوشن دس آدمی اپنے ساتھ لے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف آگے بڑھا، آپ رضی اللہ عنہ اس وقت پیاس کی شدت نڈھال اور زخموں سے چور ہو چکے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کا دلیرانہ مقابلہ کرتے رہے اور جس طرف سے آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے یہ سب کے سب وہاں سے بھاگتے نظر آتے تھے۔ شمر نے جب یہ دیکھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں ہر شخص لیت ولعل سے کام لے رہا ہے تو اس نے آواز لگائی کہ: ''سب یک بارگی ان پر حملہ کردو۔'' اس پر بہت سے بدنصیب آگے بڑھے اور نیزوں اور تلواروں سے یک بارگی امام حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور اس طرح ان ظالموں کا دلیرانہ مقابلہ کرتے کرتے بالآخر کار امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون .**

شمر بن ذی الجوشن نے خولی بن یزید سے کہا کہ ان کا سر بدن سے جدا کردو، مگر آگے بڑھتے ہی اس کے ہاتھ کانپ کر رہ گئے، پھر ایک اور بد بخت سنان بن انس آگے بڑھا اور اس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ بعد میں جب آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر تینتیس (۳۳) زخم نیزوں کے، چونتیس (۳۴) زخم تلواروں کے اور متعدد زخم تیروں کے تھے۔ **رضی اللہ عنہم وارضاہ ورزقنا حبہ وحب من والاہ .**

## شمر کو سرزنش:

امام حسین رضی اللہ عنہ اور عام اہل بیت کے قتل سے فارغ ہو کر یہ ظالم اور بد بخت قسم کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے علی اصغر کی طرف متوجہ ہوئے، شمر نے ان کو بھی قتل کرنا چاہا

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

مگر حمید بن مسلم نے کہا: ''سبحان اللہ! تم بچہ کو قتل کرتے ہو حالاں کہ وہ بیمار بھی ہے۔'' شمر نے چھوڑ دیا، عمرو بن سعد آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ: ''ان عورتوں کے خیمہ کے پاس کوئی نہ جائے اور اس بیمار بچے کے درپے کوئی نہ ہوئے!۔ [1]

## لاش کو روندا گیا:

ابن زیاد شقی کی طرف سے عمرو بن سعد کو حکم تھا کہ قتل کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے رُوندا جائے، اب اس کا وقت آیا، اُس نے پکار کر کہا: ''اس کام کے لئے کون تیار ہے؟۔'' دس (۱۰) آدمی تیار ہوئے، اور گھوڑے دوڑا کر جسم مبارک کو روندا گیا۔

## مقتولین اور شہداء کی تعداد:

جنگ کے خاتمے پر مقتولین اور شہداء کی تعداد شمار کی گئی تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں بہتر (۷۲) حضرات شہید ہوئے اور عمرو بن سعد کے لشکر کے اٹھاسی (۸۸) سپاہی مارے گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کو ''اہل غاضریہ'' نے ایک روز بعد دفن کر دیا تھا۔ [2]

## اہل بیت کے سر ابن زیاد کے دربار میں:

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم حضرات اہل بیت کے سروں کو لے کر کوفہ روانہ ہوئے اور ابن زیاد کے سامنے پیش کیے، ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کر کے سب سروں کو سامنے رکھا اور ایک چھڑی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک کو چھونے لگا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا، وہ فوراً چلا اُٹھے اور بولے: ''(اُوئے بد بخت!) اِن مبارک ہونٹوں سے اپنی چھڑی ہٹا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان ہونٹوں کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔'' یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے، ابن زیاد نے کہا کہ اگر تم سن رسیدہ بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن بھی اُڑا دیتا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے مجلس سے اُٹھ کر باہر آ گئے کہ:

---

[1] (شہید کربلا: ص ۹۰)

[2] (تاریخ طبریؒ، تاریخ یعقوبیؒ، الكامل في التاريخ لابن أثير)

''اے عرب کی قوم! آج کے بعد تم غلام ہو کیوں کہ آج تم نے سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر کو قتل کر دیا ہے اور مرجانہ کے بیٹے (ابن زیاد) کو اپنا امیر بنا لیا ہے، وہ تمہارے اچھے لوگوں کو قتل کرے گا اور شریر لوگوں کو اپنا غلام بنائے گا، تمہیں کیا ہوا کہ تم اس ذلت پر راضی ہو گئے؟۔''

## اہل بیت کا ابن زیاد سے مکالمہ:

عمرو بن سعد دو روز کے بعد بقیہ اہل بیت امام حسین ؓ کی بیٹیوں، بہنوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ کے لئے نکلا ہی تھا کہ انہیں امام حسین ؓ اور اُن کے اصحاب کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آئیں، عورتوں اور بچوں نے جب یہ منظر دیکھا تو کہرام مچ گیا، گویا آسمان و زمین رونے لگ گئے۔

عمرو بن سعد نے جب اہل بیت کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا تو اُس وقت امام حسین ؓ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بہت میلے اور خراب کپڑے پہن رکھے تھے اور اُن کی باندیاں اُن کے اردگرد تھیں، وہ ایک طرف جا کر خاموش ہو کر بیٹھ گئیں، ابن زیاد نے پوچھا: ''یہ ایک طرف جا کر علیحدہ بیٹھنے والی کون ہے؟۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کوئی جواب نہ دیا، ابن زیاد نے تین مرتبہ اسی طرح دریافت کیا، مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اسی طرح خاموش رہیں، جب کسی باندی نے کہا کہ: ''یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں۔'' تو ابن زیاد بولا: ''شکر ہے اللہ کا جس نے تمہیں رُسوا کیا اور قتل کیا اور تمہاری بات کو جھوٹا کیا۔'' اِس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کڑک دار لہجے میں بولیں: ''شکر ہے اُس اللہ کا جس نے ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ کے نسب سے شرف بخشا اور قرآنِ مجید میں ہمارے پاک ہونے کو بیان کیا۔ رُسوا وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔'' یہ سن کر ابن زیاد غصہ سے بھڑک اُٹھا اور کہنے لگا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے غیظ سے شفاء دی اور تمہارے سرکش کو ہلاک کیا۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا دل بھر آیا، وہ اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں، اس لئے بے اختیار رونے لگیں اور فرمانے لگیں: ''اگر یہی تیری

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

شفاء ہے تو تو اسی کو اپنی شفاء سمجھے رکھ!''

## ابن زیاد علی اصغر کے ساتھ:

اس کے بعد ابن زیاد علی اصغر کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کا نام پوچھا۔ علی اصغر نے بتایا کہ: ''میرا نام علی ہے۔'' ابن زیاد نے کہا: ''علی تو قتل کر دیا گیا ہے۔'' لیکن علی اصغر نے بتایا کہ: ''وہ میرے بڑے بھائی تھے، اِن کا نام بھی علی تھا (علی اکبر)'' ابن زیاد نے جب علی اصغر کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تو علی اصغر نے کہا کہ: ''میرے بعد ان عورتوں کا کفیل کون ہوگا؟ اُدھر حضرت زینب جو اِن کی پھوپھی تھیں اِن کو لپٹ گئیں اور کہنے لگیں: ''اے ابن زیاد! کیا ابھی تک ہمارے خون سے تیری پیاس نہیں بجھی؟ میں تجھے اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ اگر تو اِن کو قتل کرنا چاہتا ہے تو پھر ان کے ساتھ ہم سب کو بھی قتل کر دے۔'' علی اصغر نے کہا: ''اے ابن زیاد! اگر تیرے اور اِن عورتوں کے درمیان کوئی قرابت ہے تو تو اِن کے ساتھ کسی متقی پرہیز گار اور صالح مسلمان شخص کو بھیجنا جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اِن کی رفاقت کرے۔'' یہ سن کر ابن زیاد نے کہا کہ: ''اچھا! اس لڑکے کو چھوڑ دو کہ خود اِن عورتوں کے ساتھ جائے۔''

## ابن کا خطبہ اور ابن عفیف رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ:

اس کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا، نماز پڑھائی اور اُس کے بعد ایک خطبہ دیا، جس میں کہا کہ:

> ''تعریف اُس اللہ کے لئے ہے کہ جس نے حق کو ظاہر کیا، حق
> والوں کو فتح یاب کیا، امیر المؤمنین یزید بن معاویہ اور اُن کی جماعت کو
> غالب کیا اور کذاب حسین بن علی اور اُس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا۔''

اُس وقت مجمع میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عفیف ازدی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، جو (جنگ جمل وصفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک ہو کر اپنی دونوں آنکھیں کھو چکے تھے) ہمہ وقت مسجد میں پڑے رہتے، اُٹھ کھڑے ہوئے اور چلا کر کہا کہ: ''اللہ کی قسم! اے ابن زیاد کذاب ابن کذاب تو تو ہے نہ کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ! تم لوگ انبیاء علیہم السلام کی اولاد کو قتل

کرتے ہو اور صدیقین کی سی باتیں بناتے ہو۔'' ابن زیاد نے اِن کو گرفتار کرنا چاہا، لیکن ان کے قبیلے کے لوگ چھڑانے کے لئے کھڑے ہوگئے، اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کے بازاروں میں:

ابن زیاد کی شقاوت نے اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ حکم دیا کہ: ''امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو ایک لکڑی پر رکھ کر ''کوفہ'' کے بازاروں اور گلی کوچوں میں سرِعام گھمایا جائے، تاکہ سب لوگ دیکھ سکیں۔'' چنانچہ یہ سب کچھ بھی ہوا اور پھر اُس کے بعد ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر اصحاب کے سروں کو یزید کے پاس ملک شام بھیج دیا اور ان کے ساتھ اہل بیت کی عورتوں اور بچوں کو بھی قیدی بنا کر روانہ کر دیا۔

جب یہ لوگ ملک شام پہنچے تو انعام کے شوق میں حر بن قیس جو ان کو لے کر گیا تھا فوراً یزید کے پاس پہنچا، یزید نے پوچھا: ''کیا خبر ہے؟۔'' حر بن قیس نے میدانِ کربلا کے معرکے کی ساری تفصیل بتائی اور آخر میں کہنے لگا کہ: ''امیر المؤمنین کو بشارت ہو کہ مکمل فتح حاصل ہوئی ہے، اہل بیت سارے کے سارے مارے گئے اور ان کی ساری عورتیں اور بچے قیدی بن کر حاضر ہیں۔''

## یزید پلید رونے لگا:

یزید پلید نے جب یہ سنا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ حر بن قیس سے کہنے لگا کہ:

> ''میں فقط تم سے اتنی ہی اطاعت چاہتا تھا کہ اہل بیت کو قتل کیے بغیر صرف گرفتار کر لیتے، اللہ تعالیٰ ابن زیاد پر لعنت کرے کہ اُس نے ان (عورتوں اور بچوں کے مردوں) کو قتل کروا دیا۔ اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو انہیں معاف کر دیتا، اللہ تعالیٰ امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے!۔''
>
> یہ کہا اور حر بن قیس کو کوئی انعام نہیں دیا۔ [1]

[1] (تاریخ طبریؒ و تاریخ الاسلام للذہبیؒ)

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید پلید کے دربار میں:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک جب یزید کے سامنے رکھا گیا تو اُس وقت اُس کے بھی ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، وہ اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کے موتیوں جیسے دانتوں پر لگا کر حصین بن ہمام کے اشعار پڑھ رہا تھا، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''جب ہماری قوم نے ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا تو پھر ہماری خونچکاں تلواروں نے خود ہی انصاف کیا، جنھوں نے ایسے مردوں کے سر پھاڑ دیئے جو ہم پر سخت تھے اور تعلقات قطع کرنے والے ظالم تھے۔''

اتفاقاً وہاں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اُنہوں نے جب یہ دیکھا تو فرمانے لگے:

''اے یزید! تو اپنی چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر لگاتا ہے، حالاں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے، اے یزید! قیامت کے دن جب تو آئے گا تو تیری شفاعت ابن زیاد ہی کرے گا اور امام حسین رضی اللہ عنہ آئیں گے تو اُن کی شفاعت نبی اکرم ﷺ کریں گے۔''

یہ کہہ کر حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ مجلس سے نکل گئے۔

## یزید پلید کے گھر ماتم:

جب یزید کی بیوی ہند بنت عبداللہ نے یہ خبر سنی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور اُن کا سر یزید کے دربار میں لایا گیا ہے تو کپڑا اُوڑھ کر باہر نکل آئیں اور کہنے لگیں کہ: ''اے امیر المؤمنین! کیا رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہے؟ اُس نے کہا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ ابن زیاد کو ہلاک کرے! اُس نے قتل کرنے میں بڑی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔'' ہند بنت عبداللہ یہ سن کر بے اختیار رو پڑیں۔

اس کے بعد اہل بیت کی قیدی عورتیں اور بچے یزید کے سامنے لائے گئے، اور سر

مبارک مجلس میں رکھا ہوا تھا، امام حسین رضی اللہ عنہ کی دونوں شہزادیاں فاطمہؓ اور سکینہؓ پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے والد کا سر مبارک دیکھنا چاہتی تھیں، جب کہ یزید اُن کے سامنے کھڑا ہو کر چاہتا تھا کہ وہ یہ سر نہ دیکھ سکیں، لیکن جب اُن کی نظر اپنے والد کے سر مبارک پر پڑ ہی گئی تو وہ بے ساختہ رو پڑیں، حتیٰ کہ اُن کے رونے کی آواز سن کر یزید کے گھر کی عورتیں بھی چلا اُٹھیں اور یزید کے محل میں ایک ماتم کا سماں بندھ گیا۔

## حضرت زینبؓ کی دلیرانہ گفتگو:

حضرت فاطمہؓ بنت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ یزید کے سامنے پیش کیے گئے تو اُس نے ہم پر ترس ظاہر کیا، ہمیں کچھ دینے کا حکم کیا اور ہمارے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آنے لگا، اسی اثناء میں ایک سرخ رنگ کا شامی لڑکا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجئے! اور میری طرف اشارہ کیا، میں اُس وقت کم سن اور خوب صورت تھی، اس لئے خوف سے کانپنے لگی اور میں نے اپنی بہن حضرت زینب کی چادر پکڑ لی، وہ مجھ سے بڑی اور زیادہ سمجھ دار تھیں اور جانتی تھیں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی، اس لئے انہوں نے نہایت سختی سے چلا کر کہا کہ: ''تو کمینہ ہے! نہ تجھے اس کا اختیار ہے اور نہ ہی یزید کو اِس کا حق ہے۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اِس جرأت پر یزید کو غصہ آ گیا اور وہ برہم ہو کر کہنے لگا: ''تو جھوٹ بکتی ہے، اللہ کی قسم! مجھے یہ اختیار حاصل ہے اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حق ہرگز نہیں دیا، یہ دوسری بات ہے کہ تم ہماری ملت و مذہب سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو!'' اِس پر یزید اور زیادہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ: ''دین سے تیرا باپ اور بھائی دونوں نکل چکے ہیں۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بلا تامل دوٹوک جواب دیا: ''اللہ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے، میرے نانا کے دین سے، تو نے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔'' یزید چلایا کہ: اے دُشمن خدا! تو جھوٹی ہے۔'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا بولیں: ''تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے، ظلم سے گالیاں دیتا ہے اور اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے۔'' حضرت

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

فاطمہؓ بنت علی ﷺ کہتی ہیں کہ یہ گفتگو سن کر شاید یزید شرمندہ ہوگیا، کیوں کہ پھر اس کے بعد مزید وہ کچھ نہ بول سکا، مگر وہ شامی لڑکا پھر کھڑا ہوا اور اُس نے پھر وہی بات دہرائی، لیکن اس مرتبہ یزید نے اُسے غضب ناک آواز میں ڈانٹ پلائی اور کہا: ''اوے کم بخت! اللہ تیرا بیڑا غرق کرے، یہاں سے دفع ہوجا!۔''

## اہل بیت کی عورتیں یزید کی عورتوں کے پاس:

اِس کے بعد یزید نے اہل بیت کی عورتوں کو اپنی عورتوں کے پاس بھیج دیا، یزید کی عورتوں میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی کہ جس نے ان کے پاس آکر آہ وبکاء اور گریہ وزاری نہ کی ہو، اور جو زیورات وغیرہ ان سے لے لئے گئے تھے اُن سے کہیں زیادہ زیورات یزید کی عورتوں نے ان کی خدمت میں پیش کیے۔

## امام علی اصغرؓ یزید کے دربار میں:

اِس کے بعد علی اصغر ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں یزید کے سامنے لائے گئے، تو اُنہوں نے یزید کے سامنے آکر کہا کہ: ''اگر رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح قید میں دیکھتے تو قید سے رہا فرمادیتے۔'' یزید نے کہا کہ: ''سچ ہے۔'' اور قید سے رہا کردینے کا حکم دے دیا۔ علی اصغرؓ نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو اپنے قریب بلالیتے۔'' یزید نے ان کو اپنے قریب بلالیا اور کہا کہ: ''اے علی بن حسین ﷺ! تمہارے والد ہی نے مجھ سے قطع رحمی کی اور میرے حق کو نہ پہچانا اور میری سلطنت کے خلاف بغاوت کی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ کیا جو تم نے دیکھا۔'' علی اصغر ﷺ نے قرآنِ مجید کی یہ آیت پڑھی، جس کا ترجمہ ہے:

> ''جو کوئی مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے زمین میں یا تمہاری جانوں پر سو وہ کتابِ تقدیر میں لکھی ہوئی ہے، زمین کے پیدا کرنے سے قبل اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے (اور تمام کاموں کا تابع تقدیر ہونا) اس لئے بیان کیا گیا کہ جو چیز تم سے فوت ہوجائے اس پر زیادہ غم نہ کرو! اور جو چیز مل جائے اس پر زیادہ خوش نہ ہو، اللہ تعالیٰ فخر کرنے والے

متکبر کو پسند نہیں کرتا۔'' [۱]

یہ سن کر یزید خاموش ہوگیا، پھر حکم دیا کہ: ''ان کو اور ان کی عورتوں کو ایک مستقل مکان میں رکھا جائے اور یزید جو کوئی بھی ناشتہ اور کھانا کھاتا تھا اس میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ضرور بلاتا تھا، ایک دن ان کو بلایا تو اُن کے ساتھ اُن کے چھوٹے بھائی عمرو بن الحسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، یزید نے (اپنے لڑکے خالد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عمرو بن الحسین رضی اللہ عنہ سے بطورِ مزاح کے کہا کہ: ''تم اس سے کشتی کر سکتے ہو؟'' عمرو بن الحسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ''جی ہاں! کر سکتا ہوں! لیکن شرط یہ ہے کہ: ''آپ ایک چھری اُسے دیں اور ایک چھری مجھے دیں۔'' یزید نے کہا: ''آخر سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔''

## یزید کی زود و پشیمانی:

بعض روایات میں آتا ہے کہ شروع میں یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا، اس لئے کہ جب ان کا سر مبارک لایا گیا اُس نے خوشی کا اظہار بھی کیا، لیکن اس کے بعد جب یزید کی بدنامی سارے عالم اسلام میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور تمام دُنیا کے مسلمان اسے اپنا مبغوض ترین شخص سمجھنے لگے تو وہ اپنے کیے پر بہت نادم ہوا اور کہنے لگا:

> ''اے کاش! میں مشقتیں برداشت کر لیتا، لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھر میں رکھتا اور ان کو اختیار دے دیتا کہ وہ جو چاہیں کریں، اگر چہ میرے اس اقتدار کو نقصان ہی کیوں پہنچتا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا، ان کا اور ان کی قرابت کا یہی حق تھا، اللہ تعالیٰ ابن مرجانہ پر لعنت کرے! اُس نے ان کو مجبور کر کے قتل کر دیا، حالاں کہ اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ: ''مجھے یزید کے پاس جانے دو، یا کسی سرحدی مقام پر پہنچا دو!۔'' مگر اِس نالائق نے قبول نہ کیا اور ان کو قتل کر کے ساری دُنیا کے مسلمانوں میں مجھے مبغوض ترین شخص ٹھہرا دیا، اِن کے دلوں میں میری عداوت کا بیج بو دیا،

---

[۱] (سورۃ الحدید: ۲۲، ۲۳)

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

اب ہر نیک و بد مجھ سے بغض رکھنے لگ گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ابن مرجانہ پر!۔''

## اہل بیت کی رخصتی:

اِس کے بعد یزید نے ارادہ کیا کہ اہل بیت کو مدینہ منورہ واپس بھیج دیا جائے، اس لئے اُس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ: ''وہ ان کے لئے ان کی شان کے مناسب ضروریاتِ سفر مہیا کریں اور اِن کے ساتھ کسی امانت دار، متقی و پرہیز گار آدمی کو بھیجیں، نیز ان کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ فوج کا بھی روانہ کردیں جو اِن کو مدینہ منورہ تک حفاظت اور خیریت کے ساتھ پہنچا آئے۔''

اس کے بعد یزید نے امام علی اصغر رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے کے لئے اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کہ:

> ''اللہ تعالیٰ ابن مرجانہ پر لعنت کرے! اللہ کی قسم! اگر میں خود اس جگہ ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے میں اُسے قبول کرلیتا اور جہاں تک ممکن ہوتا میں انہیں ہلاک ہونے سے بچاتا، اگر چہ مجھے اس کام کے لئے اپنی اولاد کو ہی کیوں نہ قربان کرنا پڑتا، لیکن جو کچھ مقدر تھا وہ ہوگیا، صاحب زادے! تمھیں جب کوئی ضرورت ہو مجھے خط لکھنا اور میں نے تمہارے ساتھ جانے والوں کو بھی یہ ہدایت کردی ہے۔''

یزید کی زود و پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کے لئے تھا یا حقیقت میں اسے کچھ اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کا خیال آگیا تھا؟ یہ تو دلوں کے بھید جاننے والی ''علیم بذات الصدور'' ذات ہی جانتی ہے، مگر یزید کے اس کے بعد کے بھی سب اعمال اور کارنامے سیاہ کاریوں اور بدکاریوں ہی سے لبریز ہیں۔

## اہل بیت کی مدینہ کو واپسی:

بہرحال اس کے بعد اہل بیت اپنے محافظ شخص کی حفاظت میں مدینہ منورہ کی طرف

روانہ ہوگئے، اس نے راستہ میں ان کی بڑی ہم دردی سے خدمت کی، وہ شخص رات کو ان کی سواریاں اپنے سامنے رکھتا اور جب کسی منزل پر یہ اُترتے تو وہ ان سے علیحدہ ہو جاتا اور اپنے چاروں طرف پہرہ دیتا اور ہر وقت اُن کی ضروریات کو دریافت کر کے پورا کرنے کا اہتمام کرتا یہاں تک یہ سب حضرات خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

## اہل بیت کی فیاضی:

اپنے وطن مدینہ منورہ پہنچ کر امام حسین ﷜ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ؄ نے اپنے بہن حضرت زینب؄ سے کہا کہ اس شخص نے ہم پر احسان کیا ہے کہ سفر میں ہمیں راحت و آرام پہنچایا، اس لئے ہمیں ضرور اس کی نیکی کا کچھ نہ کچھ صلہ دینا چاہیے۔'' حضرت زینب؄ نے فرمایا کہ: ''اب ہمارے پاس اپنے زیورات کے علاوہ تو اور کچھ بھی دینے کے لئے نہیں اس لئے زیورات ہی میں سے کچھ نہ کچھ دے دیتی ہیں۔'' چنانچہ دونوں بہنوں نے اپنے اپنے زیورات میں سے دو کنگن اور دو بازو بند (چوڑیاں) سونے کی نکالیں اور اُن کے سامنے پیش کر دیئے اور اپنی بے مائیگی کا عذر پیش کیا۔ اُس شخص نے کہا کہ: ''اللہ کی قسم! اگر میں نے یہ کام دُنیا کے لئے کیا ہوتا تو میرے لئے یہ انعام بہت کچھ تھا، لیکن میں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔'' یہ کہا اور زیورات واپس کر دیئے۔

## امام حسین ﷜ کی خوش دامن کا غم اور وصال:

امام حسین ﷜ کی خوش دامن اور آپ ﷜ کی زوجۂ محترمہ رباب بنت امرءالقیس بھی آپ ﷜ کے ساتھ اسی سفر میں تھیں اور شام بھیجی گئیں تھیں، پھر سب کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچیں، تو باقی عمر اسی طرح گزار دی کہ کبھی مکان کے سایہ میں نہ رہتیں، کوئی کہتا کہ: ''دوسری شادی کرلو!'' تو جواب دیتیں کہ: ''میں رسول اللہ ﷺ کے بعد اور کسی کو اپنا خسر بنانے کے لئے تیار نہیں۔'' بالآخر ایک سال بعد یہ بھی انتقال فرما گئیں۔

### مدینہ منورہ میں ماتم:

امام حسین ﷜ اور اُن کے اصحاب کی شہادت کی خبریں جب مدینہ منورہ میں پہنچیں

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

تھیں تو اس وقت پورے مدینے میں کہرام مچ گیا تھا اور مدینہ منورہ کے در و دیوار بھی رُونے لگ گئے تھے اور اب جب خاندانِ اہل بیت کے یہ بقیہ نفوس مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ والوں کے وہ پرانے زخم اب از سرِ نو تازہ ہونے لگ گئے۔

## عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی غیرت:

جس وقت حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ اُن کے دو بیٹے بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے ہیں، تو اس وقت بہت سارے لوگ اُن کی تعزیت کو آئے، ایک شخص کی زبان سے نکل گیا کہ: ''ہم پر یہ مصیبت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آئی ہے۔'' حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اُس کو جوتا اُٹھا کر پھینک مارا کہ کم بخت یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو میں بھی اُن کے ساتھ قتل کیا جاتا۔ اللہ کی قسم! آج میرے بیٹوں کا قتل ہی میری تسلی کے لئے کافی ہے کہ اگر میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہ کر سکا تو میری اولاد نے یہ کام کر دیا ہے۔''

## شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا فضائے آسمانی پر اثر:

عام مؤرخین ابن اثیر وغیرہ نے لکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تقریباً دو تین مہینوں تک آسمانی فضاء کی یہ کیفیت رہی کہ جب سورج طلوع ہوتا اور دھوپ در و دیوار پر پڑتی تو اتنی سرخ ہوتی تھی جیسے دیواروں کو خون سے رنگا گیا ہو۔'' [1]

## قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کا عبرت ناک انجام:

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''جو لوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے، اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جسے آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں اس کی سزا نہ ملی ہو، کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا، کسی کا چہرہ مسخ ہو گیا، کسی سے چند ہی دنوں میں ملک و سلطنت چھن گئی۔

ان کی یہ سزا آخرت میں ان کو ملنے والی دردناک سزا کا ایک معمولی سا نمونہ تھا، جس کی ایک ادنیٰ سی جھلک لوگوں کی عبرت کے لئے دُنیا ہی میں دکھا دی گئی تھی۔

---

[1] (الکامل في التاریخ لابن اثیر)

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل اندھا ہوگیا:

سبط ابن جوزی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا، وہ دفعتاً نابینا ہوگیا، لوگوں نے اُس سے اس طرح اچانک نابینا ہونے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آستین مبارک چڑھائے ہوئے ہیں، ہاتھ میں تلوار ہے، اور آپ ﷺ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ میں سے دس (۱۰) آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا اور خونِ حسین رضی اللہ عنہ کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگائی، اب جب صبح میں اپنی نیند سے اُٹھا تو اندھا ہو چکا تھا۔“ [1]

## امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کا منہ کالا ہوگیا:

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جس شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا، اِس کے بعد اُسے دیکھا گیا کہ اُس کا منہ تارکول کی طرح سیاہ ہوگیا، لوگوں نے اُس سے دریافت کیا کہ: ”تو تو سارے عرب میں خوش رو آدمی تھا تجھے کیا ہوگیا؟“ اُس نے کہا کہ: ”جس روز سے میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا ہے، جب ذرا سوتا ہوں تو دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ میں لے جا کر ڈال دیتے ہیں اور وہ مجھے جھلس دیتی ہے۔“ چند دن بعد وہ بھی اسی حالت میں مر گیا۔

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل آگ میں جل گیا:

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے ایک شخص کی دعوت کی، مجلس دعوت میں یہ ذکر چھڑ پڑا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دُنیا میں بھی بہت جلد سزا مل گئی، اُس شخص نے کہا کہ: ”یہ بالکل غلط ہے! میں خود اُن کے قتل میں شریک تھا، میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔“ یہ شخص مجلس سے اُٹھ کر گھر گیا اور گھر جا کر جب چراغ کی بتی درست

[1] (اسعاف الراغبین)

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

کرنے لگا تو اُس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ وہیں جل بھن کر راکھ ہوگیا۔ سدیؒ کہتے ہیں کہ: ''میں نے خود صبح اس کو دیکھا کہ وہ جل بھن کر کوئلہ بن چکا تھا۔''

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل تڑپ تڑپ کر مر گیا:

جس شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا اور پانی نہیں پینے دیا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے پیاس کا ایسا عذاب مسلط کیا کہ اُس کی پیاس کسی بھی طرح بجھتی نہ تھی، پانی کتنا ہی پی لیتا لیکن پھر بھی پیاس سے تڑپتا رہتا، یہاں تک کہ اُس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ بھی مر گیا۔ [۱]

## یزید پلید کی ہلاکت:

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید پلید کو ایک دن بھی سکھ، چین کا نصیب نہ ہوا۔ اُدھر دوسری طرف تمام اسلامی ممالک میں شہدائے اہل بیت کے خون نے شدید مطالبہ پکڑا اور بغاوتیں ہونا شروع ہوگئیں۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی زندگی تقریباً دو سال، آٹھ ماہ، اور ایک روایت کے مطابق تین سال اور آٹھ ماہ رہی، دُنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو ذلیل و خوار کیا اور اسی ذلت وخواری کی حالت میں وہ ہلاک ہوگیا۔ [۲]

## کوفہ پر مختار کا تسلط:

الغرض قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی آفاتِ ارضی وسماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی، لیکن واقعہ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں جب مختار نے قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اس کے ساتھ ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کو یہ تقویت ہوگئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہوگیا، اُس نے اعلانِ عام کر دیا کہ: ''قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے۔'' اور قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی تفتیش و تلاش پر اُس نے اپنی ساری قوت خرچ کر دی اور ایک ایک کو گرفتار کر کے سب کو قتل کر دیا، حتیٰ کہ ایک روز میں دو سو اڑتالیس (۲۴۸) آدمی اِس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے، اِس کے بعد

---

۱ (شہید کربلا: ص۱۱۰، ۱۱۱)

۲ (شہید کربلا: ص۱۱۱)

خاص لوگوں کی تلاش اور گرفتاری شروع ہوئی۔

عمرو بن حجاج زبیدی پیاس اور گرمی میں بھاگا، پیاس کی وجہ بے ہوش ہوکر گر پڑا اور اسی حالت میں ذبح کردیا گیا۔ شمر ذی الجوشن جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور بد بخت تھا اس کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں کے آگے ڈالی گئی۔ عبداللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر بدی اور حمل بن مالک (ان تینوں) کا محاصرہ کرلیا گیا، اُنہوں نے رحم کی اپیل کی، مختار نے کہا: ''ظالمو! تم نے جگر گوشۂ رسول ﷺ پر رحم نہ کھایا، تم پر کیسے رحم کھایا جائے؟ چنانچہ سب کو قتل کر دیا گیا۔ مالک بن بشیر جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی کلاہِ مبارک اُٹھا رکھی تھی اُس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر اسے میدان میں ڈال دیا گیا اور وہ وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ عثمان بن خالد اور بشیر بن شمیط (جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے قتل میں یزیدی فوج کی مدد کی تھی) ان کو قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا۔ عمرو بن سعد جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر لشکر کی کمان کر رہا تھا، اس کو قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے ہی سے اپنے دربار میں بٹھا رکھا تھا، جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا: ''تو جانتا ہے کہ یہ سر کس کا ہے؟'' اُس نے کہا کہ: ''ہاں! اور اِس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں۔'' مختار نے حکم دیا کہ: ''اِس کا بھی سر قلم کر دیا جائے۔'' چنانچہ اِس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اِس کے بعد مختار نے کہا کہ: ''عمرو بن سعد کا قتل تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلے میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدلے میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی، اگر میں تین چوتھائی قریش کو بھی بدلہ میں قتل کردوں، تب بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایک اُنگلی کا بھی بدلہ نہیں ہوسکتا۔'' حکیم بن طفیل کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا اس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ بھی تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگیا۔ زید بن رقاد کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے تیر مارا، اُس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی، تیر پیشانی پر جا لگا اور ہاتھ پیشانی کے ساتھ بندھ گیا، اِس کو گرفتار کر کے اوّل اِس پر تیر اور پتھر برسائے گئے پھر اس کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ سنان بن انس کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک تن سے جدا کیا تھا کوفہ بھاگ گیا اس کا گھر

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]

منہدم کردیا گیا۔ [1]

## منحوس گھر:

عبدالملک بن عمیر کوفی کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لاکر عبدالملک بن مروان کے سامنے رکھا گیا تو اس وقت میں عبدالملک کے پاس کوفہ کے مشہور محل ''دارالامارہ'' میں موجود تھا، عبدالملک نے مجھے لرزہ اندام دیکھ کر کہا: ''تجھے کیا ہوا؟'' میں نے کہا: ''اے امیرالمؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے، ایک مرتبہ میں اسی محل میں اسی جگہ عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ موجود تھا، تو میں نے اس جگہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے سامنے رکھا دیکھا، پھر ایک مرتبہ اسی محل میں اسی جگہ مختار بن ابی عبید ثقفی کے ساتھ تھا، تو عبداللہ بن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا دیکھا، اس کے بعد ایک مرتبہ اسی محل میں اسی جگہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، تو مختار بن ابی عبید کا سر مصعب رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا دیکھا، اب کی بار میں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر آپ کے سامنے رکھا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی عبدالملک بن مروان اُس جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور جس محراب میں ہم بیٹھے ہوئے تھے، اس کو ڈھا دینے کا حکم نافذ کردیا۔ چنانچہ اس کے بعد اِس گھر کو گرا دیا گیا۔'' [2]

## حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دُور اندیشی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شاید اِس فتنہ کا پہلے ہی سے علم ہوگیا تھا، اس لئے وہ آخری عمر میں دُعاء کیا کرتے تھے کہ: ''یا اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں ''ساٹھویں سال'' سے اور ''نوعمروں کی امارت'' سے۔'' ہجرت کرکے ساٹھویں سال ہی یزید پلید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔

---

[1] (شہید کربلا: ص۱۱۴)

[2] (وفیات الاعیان لابن خلکان)

قتل حسین ؓ اصل میں مرگِ یزید ہے! اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

# سانحہ کربلا

اور

## شہادتِ امام حسین ؓ

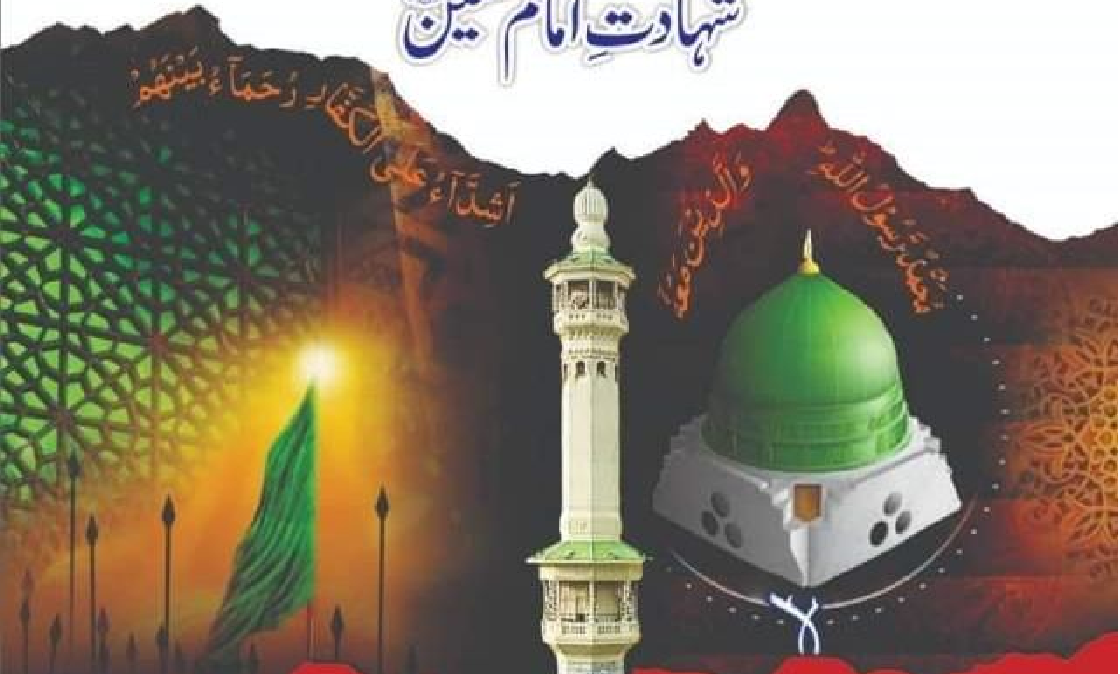


از قلم حقیقت رقم:

مفتی محمد وقاص رفیع

فاضل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

[ Website: DifaAhleSunnat.com ]